Fikr-o-Nasar (Islamabad) 32:3 (1995)

عنوان تصنیف : تذکرہ فقیہ اعظم مولانا الحاج الحافظ ابو یوسف محمد شریف
: محدث کوٹلی رحمہ اللہ تعالی

مصنف : مجیب احمد

سال اشاعت : ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء

ضخامت : ۱۲۰ صفحات ۔ آفسٹ کاغذ، نستعلیق

ناشر : محمد منشا تابش قصوری

ملنے کا پتہ : مکتبہ اشرفیہ مرید کے ۔ شیخوپورہ

قیمت : ۵۰ روپے (مناسب)

زیر تبصرہ کتاب کوٹلی لوہاراں غربی ضلع سیالکوٹ کے معروف عالم اہل سنت مولانا محمد شریف (۱۸۶۱ ۔ ۱۹۵۱) کا سوانحی تذکرہ ہے ۔ مصنف نوجوان محقق و مورخ جناب مجیب احمد ہیں ۔ جن کی انگریزی تصنیف جمعیت علماء پاکستان : ۱۹۴۸ ۔ ۱۹۷۹ء ۔ ملک کے معروف تحقیقی ادارہ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹاریکل اینڈ کلچرل ریسرچ اسلام آباد کی طرف سے قریباً دو سال قبل اشاعت پذیر ہو چکی ہے۔ آج کل ایف جی ڈگری کالج گوجرانوالہ چھاؤنی میں تاریخ کے لیکچرار ہیں مگر زیر مطالعہ کتاب کے حوالے سے ان کا اضافی تعارف یہ ہے کہ وہ اپنے دادا محمد یوسف (م ۱۹۴۹ء) اور والد حبیب احمد (م ۱۹۷۸ء) کے واسطے سے موضوع کتاب شخصیت کے پڑپوتے ہیں ۔ اس نسبی تعلق کے باوجود اور ان مشکلات کے باوصف جو ایک معاصرانہ یا قریب العہد شخصیت کی سوانح نگاری میں عام طور پر ہر محقق کو درپیش ہوتی ہیں، انہوں نے اخبار و قائع کی چھان بین، زبان و بیان میں اعتدال، اور آداب و اسالیب تحقیق کی پاسداری کے لحاظ سے اس نوع کی تذکرہ نگاری میں طرح نو ڈالی ہے۔ اپنے پیش لفظ میں مصنف نے کسر نفسی سے کام لیتے ہوئے کہا ہے کہ "زیر نظر کتاب، حضرت فقیہ اعظم کی سوانح عمری نہیں بلکہ محض تذکرہ ہے۔ اہل علم سوانح عمری اور تذکرہ میں موجود فرق کو بخوبی جانتے ہیں"۔ غالباً مصنف شعراء و ادباء اور اولیاء کرام کے

تذکروں میں مبالغہ کے رجحان' درجہ استناد اور تحقیقی معیار کی عمومی کمزوری کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں۔ کتاب میں مصنف کی محنت' احتیاط اور ممکنہ معروضیت کے جو شواہد موجود ہیں ان کے پیش نظر اس معذرت کو کسر نفسی پر محمول کرنا ہی اولیٰ ہے ۔ تاہم مصنف کو کتاب کا نام بدلنے پر غور کرنے کی ضرورت نہیں' علمی تاریخ میں حافظ شمس الدین الذھبی (۶۷۳۔۷۴۸ھ / ۱۲۷۴ ۔ ۱۳۴۸ء) جیسے شہیر مورخ و محدث کی معروف مستند کتاب حوالہ تذکرۃ الحفاظ کا نام ہی دلالت کیلئے کافی ہے۔

کتاب کا آغاز باب اول میں سیالکوٹ کے تاریخی تعارف سے ہوتا ہے ۔ بقیہ پانچ ابواب جناب مولانا کی ولادت تا وفات' تعلم و تعلیم ' اساتذہ و تلامذہ اور علمی و ادبی و روحانی کمالات اور سیاسی خدمات کے مختصر مگر جامع تذکرہ پر مشتمل ہیں۔ مصنف کی بیان کردہ ایک روایت کے مطابق انھیں پچاس ہزار سے زائد احادیث حفظ تھیں (ص ۱۸) ۔ موصوف کو خواجہ حافظ محمد عبدالکریم نقشبندی مجددی (م ۱۹۳۶ء) سے بیعت و خلافت کے ساتھ شاہ احمد رضا خاں بریلویؒ (۱۸۵۶ ۔ ۱۹۲۱ء) سے اجازت و سند حدیث اور سلسلہ قادریہ میں خلافت و اجازت بیعت حاصل تھی اور فاضل بریلوی نے ہی انھیں فقیہ اعظم کا خطاب عطا کیا (ص ۲۲) ۔ امیر ملت حضرت جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ (م ۱۹۵۱ء) نے بھی آپ کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے اجازت بیعت سے نوازا ۔ سفر حج کے دوران شیخ یوسف بن اسمٰعیل النبھانی (۱۸۴۸ ۔ ۱۹۳۲ء) کی طرف سے بھی مدینہ منورہ میں سند حدیث عطا ہوئی (ص ۲۶) ۔ باب سوم میں اپنے صاحبزادے مولانا ابو النور محمد بشیر (ایڈیٹر ماہ طیبہ) سمیت ان کے تیرہ ممتاز تلامذہ کے تذکرہ کے علاوہ ان کی مناظرانہ سرگرمیوں اور تحریک پاکستان کے لئے سیاسی خدمات کا بیان ہے ۔ چوتھا باب صاحب تذکرہ کی علمی خدمات کا عنوان ہے اور ان کی ۴۵ مطبوعہ اور سات غیر مطبوعہ کتب و صحائف کے علاوہ متفرق مضامین و فتاوی کے ذکر پر مشتمل ہے۔ اکثر تالیفات مناظرانہ رنگ لئے ہوئے ہیں جن میں مسلک اہل سنت (بریلویہ) کا دفاع کیا گیا ہے۔ منظوم پنجابی تصانیف میں وہ خاصے قادر الکلام سخن ساز نظر آتے ہیں ۔ بعض کتابوں کے عنوانات ہی صاحب تذکرہ (مولانا محمد شریف کوٹلویؒ) کی مسلکی عصبیت پر دال ہیں مثلاً "آنحضرت کی نجدیوں سے نفرت"' "سنان المقلدین فی صدر غیر المقلدین"' "وھابیہ سے مناکحت"' "فقہ وھابیہ" ۔ تبلیغی تالیفات کے ضمن میں "نماز مترجم منظوم پنجابی" اور الاربعین فی فضائل النبی

الامین" کا ذکر بطور مثال کیا جا سکتا ہے۔

کتاب کے سب سے نمایاں محاسن اس کا سادہ عالمانہ اسلوب بیان اور جدید تحقیقی آداب کا تتبع ہیں ۔ اس نوع کی عام کتابوں کے برعکس اکثر اسماء رجال کے ساتھ سال ولادت و وفات کی تصریح کا اہتمام کیا گیا ہے ۔ ہر باب کے آخر میں مفید حواشی و حوالہ جات ہیں ۔ شمالی و وسطی پنجاب میں رواں صدی کے بہت سے علماء وصوفیہ کے معتبر تذکرہ نے اس مختصر کتاب کو ایک کتاب حوالہ کی حیثیت دے دی ہے ۔ کتاب کے آخر میں اخبارات' انٹرویوز' رسائل و جرائد' کتب اردو و انگریزی پر مشتمل ماخذ و مراجع کی فہرست کو بطور کتابیات شامل کیا گیا ہے۔

چند ملاحظات اقتراحًا پیش کئے جا رہے ہیں ۔ فہرست اسماء کے اضافہ سے کتاب کو زیادہ مفید اور حوالے کے لئے سہل بنایا جا سکتا تھا۔ متون ابواب اور حوالہ جات میں جن بزرگوں کے حالات یا سنین ولادت و وفات کا ذکر ہوا ہے' انھیں بھی اسی فہرست اسماء رجال میں مختصراً شامل کر کے حوالے کی آسانی کے ساتھ تکرار کے خدشہ کو رفع کیا جا سکتا تھا۔ بعض مقامات پر کمپوزنگ یا املاء و تعبیر کی اغلاط کھٹکتی ہیں مثلاً ص ٦ پر درستگی (درستی)' تلاشی (تلاش) ' ص ۲٦ پر النبہائی (النبھانی) اور ص ۲۷ پر مقام مدفون (مقام تدفین) ۔ عربی منظومات (مثلاً قصیدہ مندرجہ ص ۲۰) پر اس تناظر میں خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ بعض شخصیات کے سنین ولادت یا وفات ہجری تقویم کے مطابق اور بعض کے مسیحی کیلنڈر کے مطابق دیئے گئے ہیں ۔ اس سے قاری کے ذہن میں تعیین زمانہ کے حوالے سے الجھن پیدا ہوتی ہے۔

مجموعی طور پر بشرح صدر یہ کہا جا سکتا ہے کہ مصنف اس نوع کی کتابوں میں اس خوبصورت کتاب کا اضافہ کر کے ایک مشکل کام سے بحسن و خوبی عہدہ برآ ہونے میں کامیاب ہوئے ہیں' اور اسی پر وہ ہدیۂ تبریک کے مستحق ہیں۔

شیر محمد زمان